ڈاکٹر محمد طاہر اکبر☆

اقبالؒ اور جوہرؒ کی اسلامی وسیاسی فکر اور دیگر اشتراکات: ایک تحقیقی مطالعہ

Iqbāl and Jauhar's Islamic and Political Thought and Other Commonalities: A Research Study

Abstract:

Allama Muhammad Iqbāl and Maūlāna Muhammad Ali Johar: Both were intellectuals, poets and reformers of the nation. Both were almost the same age. In poetry, both of them were disciples of Dāgh for some time. Although Iqbāl has superiority over Johar in terms of his political, moral and social thoughts and the art of prose and poetry, both of them are considered as great leaders of the Islamic world. Both Johar and Iqbal are poets who believe in self-awareness, human equality, human dignity, enthusiasm, hope, movement and struggle. Love for the Prophet is evident in both of their poetry. Although, Muhammad Ali Johar's Diwān is not very large, his poetry is full of the commands and allusions of the Holy Qur'ān and the hadiths of the Prophet (PBUH). Arabic and Persian compositions and Qur'ānic words and allusions have been used extensively in Iqbal's poetry. The article under consideration has undertaken a historical review of the poetry, Islamic and political thought, trends, and struggles of Iqbal and Maulana Muhammad Ali Johar, and an attempt has been made to find out what is the thinking and working of

☆نمائندہ: ڈیلی بیٹھک ملتان

these two leaders. In this regard, the parallel comparative method has been adopted.

Keywords: Iqbal, Johar, self-awareness, Equality, Dignity, Struggle, Hope.

تمہید:

علامہ محمد اقبالؒ اور مولانا محمد علی جوہرؒ: دونوں دانشور، شاعر اور مصلح قوم تھے۔ دونوں قریباً ہم عمر تھے۔ شاعری میں دونوں نے کچھ عرصہ کے لئے داغ کی شاگردی اختیار کی۔ اگرچہ کہ اقبالؒ کو اپنے سیاسی، اخلاقی و معاشرتی افکار اور نثر و شاعری کے فن کے لحاظ سے جوہر پر بے حد فوقیت حاصل ہے لیکن بہر حال دونوں شخصیات کا شمار عالم اسلام کے بڑے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ دونوں رہنما عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے ایک جیسا درد دل رکھتے تھے۔ خلافت کے معاملے پر جس طرح مولانا محمد علی جوہر تڑپ اٹھے اور اپنے بھائی مولانا شوکت علیؒ اور والدہ اماں بی کے ہمراہ تحریک چلائی؛ وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے دونوں رہنماؤں کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ بیسویں صدی کے ابتدائی تین عشروں جبکہ یہ دونوں رہنما حیات تھے، ان دونوں رہنماؤں کو بے حد اہمیت حاصل تھی۔ برصغیر کے بچے بچے کی زبان پر ان دونوں رہنماؤں کا نام تھا، جذبہ حریت اور آزاد صحافت کی بنا پر مولانا محمد علی جوہرؒ طویل عرصہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن ان کے استقلال میں کمی نہ ہوئی۔ اگر ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی بات کی جائے تو نہ صرف آپ کی زندگی بلکہ آج تک ان کی شاعری، فکر اور فلسفہ سے استفادہ کرنا نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

رئیس الاحرار، مولانا محمد علی جوہرؒ نے اپنی مادر علمی "علی گڑھ" اور لنکن کالج آکسفورڈ سے تعلیم حاصل کی۔ اصغر عباس کی تحقیقی کتاب "سرسید، اقبال اور علی گڑھ" کے مطابق: اقبال بھی علی گڑھ اور سرسید احمد خان کے مداح "مولوی میر حسن" کے علاوہ پروفیسر سر تھامس آرنلڈ جو گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر رہنے سے قبل علی گڑھ سے وابستہ تھے کے شاگردوں میں سے تھے نیز آپ نے بھی یورپ سے اعلیٰ تعلم حاصل کی۔

دونوں رہنما مساواتِ انسانی کے علمبردار اور حریت کے زبردست حامی تھے۔ دونوں کی شاعری جوش، جذبہ، امید، خود آگاہی، خود اعتمادی اور زندگی سے بھرپور ہے۔ صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے درد رکھتے تھے اور اتحاد امت کے داعی تھے۔ دونوں ہی استحصال کے خلاف آواز بلند کرنے، جدوجہد اور حرکت کے فلسفہ پر یقین رکھتے تھے۔ اگرچہ مولانا محمد علی جوہرؒ کا دیوان کچھ زیادہ ضخیم

نہیں ہے لیکن انہوں نے جو لکھا نہایت عمدہ لکھا۔ ان کا مندرجہ ذیل شعر تو عوام الناس میں اقبالؒ کا شعر سمجھا جاتا ہے جس سے بطور شاعر ان کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے، ہر کربلا کے بعد

1916ء میں جب گاندھی جی پہلی مرتبہ علی گڑھ کالج تشریف لائے تو ہندوستان میں ان کی کوئی خاص شہرت نہیں تھی۔ لوگ انہیں جنوبی افریقہ کے حوالہ سے جانتے تھے کہ وہاں انہوں نے ہندوستانیوں کے حقوق کے لئے کاوشیں کی تھیں۔ وہاں دوران تقریر انہوں نے کہا کہ وہ علی گڑھ میں صرف اس لیے آئے ہیں کہ وہ محمد علی جوہر کا کالج دیکھ سکیں کہ جس مادر علمی سے محمد علی جوہر کو عشق ہے۔

منہج تحقیق:

زیر نظر مضمون میں اقبالؒ اور مولانا محمد علی جوہرؒ کی شاعری، اسلامی وسیاسی فکر، رجحانات اور جدوجہد کا تاریخی جائزہ لیا گیا ہے اور یہ جاننے کی کاوش کی گئی ہے کہ ان دونوں رہنماؤں کی سوچ اور فکر کیسی تھی، انہوں نے عوام الناس کے لئے کیا خدمات سرانجام دیں اور اس کے کیا نتائج حاصل ہوئے۔ اس حوالہ سے موازی تقابلی منہج (Parallel Comparative method) کو اپنایا گیا ہے اور دونوں رہنماؤں کی خدمات کا طالب علمانہ جائزہ لینے کی کاوش کی گئی ہے۔

جوہرؒ اور اقبالؒ کا تعارف ایک نظر میں:

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر 1878ء میں رام پور (اترپردیش) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنی مادر علمی علی گڑھ اور لنکن کالج، آکسفورڈ سے تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ رام پور میں سرکاری نوکری کی لیکن جلد ہی سرکاری نوکری چھوڑ کر صحافت اور ملی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ 1906ء میں آل انڈیا مسلم لیگ ڈھاکہ کے پہلے اجلاس میں شرکت کی اور اپنی تجاویز پیش کیں۔ کلکتہ سے ہفتہ وار "کامریڈ" جاری کیا جبکہ دہلی سے "ہمدرد کا اجرا کیا۔ 1914ء میں آزاد صحافت کی بنا پر قریباً پانچ (5) سال کے لئے نظر بند رہے۔ رہائی کے بعد تحریک خلافت اور تحریک موالات میں حصہ لینے کی بنا پر دوبارہ جیل جانا پڑا۔ 1923ء میں آپ بعض ہندو رہنماؤں کے رویہ کی بنا پر کانگریس سے الگ ہو گئے۔ دسمبر 1930ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن گئے جہاں برصغیر کی آزادی کی سیاسی جنگ لڑتے ہوئے آپ نے اپنی پرجوش آخری تقریر میں کہا کہ میں اب غلام ملک میں واپس نہیں جاؤں گا اگر ملک آزاد نہ ہوا تو میں واپس جانے کی بجائے اسی آزاد ملک میں مرنے کو ترجیح دوں گا

اور مشیت ایزدی سے چند روز بعد 4 جنوری 1931ء کو انہوں نے لندن میں انتقال فرمایا اور سید امین الحسینی؛ مفتی فلسطین کے اصرار پر ان کے جسد خاکی کو مسجد قدس کے ایک حجرے میں دفن کیا گیا۔[1]

جوہرؒ اور اقبالؒ کا تعلق:

مولانا محمد علی جوہرؒ ؛ اقبالؒ سے بے حد متاثر تھے اور ان کے کلام کو بے حد پسند کرتے تھے۔ اقبالؒ کی شاعری اور فلسفہ کو یورپ میں متعارف کرانے میں مولانا کا بھی حصہ ہے۔ جب اقبالؒ نے فارسی شاعری اختیار کی تو شروع میں مولانا کو یہ اچھا نہ لگا لیکن جب مولانا نے اقبالؒ کے فارسی کلام کا مطالعہ کیا تو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ امت مسلمہ کی تعلیم وتربیت کے لئے اس فارسی کلام کی ہی ضرورت ہے[2]۔

ایک مضمون میں مولانا لکھتے ہیں،! اقبالؒ اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لئے جدوجہد کررہے ہیں اور ہندوستان اس گوشہ نشین و شرمیلے بیرسٹر سے زیادہ کسی کا احسان مند نہیں ہے۔ میں بھی اقبال سے والہانہ محبت کرتا ہوں۔ اگر کسی نے مجھ سے زیادہ اقبال سے عقیدت کی تو وہ میرے بڑے بھائی شوکت علی ہیں۔ نیز یہ بھی لکھا کہ رموز بے خودی قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے نہ کہ نطشے کے فلسفے پر[3]۔ دسمبر 1919ء میں طویل نظر بندی کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے امر تسر کے جلسے میں شرکت کی تو اقبالؒ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے چند اشعار کہے جو بانگ درا میں "اسیری" کے عنوان سے موجود ہیں۔[4]

ہے اسیری اعتبار افزا، جو ہو فطرت بلند
قطرہ نیساں ہے، زندانِ صدف سے ارجمند
مشکِ اذفر چیز کیا ہے؟ اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہو کر نافہ آہو میں بند
ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دامِ قفس سے بہرہ مند
شہپر زاغ و زغن دربندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند

جب 1920ء میں مسئلہ خلافت پر ایک وفد کے ہمراہ برطانیہ سے ناکام لوٹے تو اقبال نے چند اشعار کہے جو بانگ درا میں "دریوزہ خلافت" کے عنوان سے موجود ہیں۔[5]

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے ، جائے

تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی
نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی

یکم فروری 1931ء کو اقبال نے ڈاکٹر محمد عباس علی کو ایک خط میں لکھا!

محمد علی مرحوم کا انتقال ہوا۔ اگرچہ میں کبھی ان کی سیاست کا مداح نہیں رہا لیکن ان کی اسلامی فکر، سادگی اور آخری سالوں میں اپنی بعض آراء کے بدلنے میں انہوں نے جس امانت و دیانت کا ثبوت دیا، اس پر میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ ان کا مسجد اقصیٰ میں دفنایا جانا بھی بے حد خوش نصیبی ہے۔ ایک سیاسی رہنما کی حیثیت سے ان کا مرتبہ نہایت بلند ہو چکا ہے۔[6]

خود آگہی، مساوات، جدوجہد اور امید پر جوہر اور اقبال کا موقف:

مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ محمد اقبالؒ دونوں شعراء ہی خود آگہی، مساوات انسانی، شرف انسانیت، جوش، امید، حرکت اور جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسان جو تدبیر کرتا ہے، اللہ اسی کو اس کی تقدیر بنا دیتا ہے۔ اس موضوع کو اقبال نے خودی کے عنوان سے نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان ہی موضوعات پر جوہر کے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے!

1۔ اے مسلماں تو تو مسجود ملائک تھا کبھی
پھر یہ شیطاں کی غلامی کیوں تری تقدیر ہے
2۔ کیا نہیں واقف ابھی اسلام کی تاریخ سے
"ان مع العسر یسرا" ہی کی سب تفسیر ہے
3۔ ہو محمد ﷺ کیوں نہ قرآں اور بھی ہم کو عزیز؟
اس میں خود تیری جو جیتی جاگتی تصویر ہے
4۔ دین میں" اکراہ" کیسا؟ ہاں برائے حفظ دین
دل میں قرآن ہے، ہمارے ہاتھ میں شمشیر ہے
5۔ "لیس الانسان الا ماسعی" کو یاد رکھ
کر توکل، پھر تری تدبیر ہی تقدیر ہے
6۔ یا الٰہی، طوق لعنت ہو نہ گردن میں وہاں

غم نہیں گر، یاں ہمارے پاؤں میں زنجیر ہے

7۔سحر کاری سوزِ دل کی، داد پاتی ہے زباں!

سب یہی کہتے ہیں "کیا جادو بھری تقریر ہے"7

زیر نظر پہلے شعر میں انسان کے مسجود ملائک ہونے کا ذکر کیا گیا جس کا بیان قرآن کریم کی سورہ بقرہ آیت نمبر 34 میں کیا گیا ہے۔ دوسرے شعر میں قرآن کریم کی سورہ الم نشرح آیت نمبر 6 کی تفسیر بیان کی گئی ہے جس کے مطابق جب بھی انسان کو کوئی مشکل پیش آتی ہے تو اس کے ساتھ ہی آسانی بھی ہوتی ہے۔ پانچویں شعر میں جوہر نے دو مضامین بیان کئے ہیں۔ اس میں توکل علی اللہ سے متعلق بتایا کہ توکل علی اللہ کی وجہ سے مومن کی تدبیر ہی تقدیر بن جاتی ہے۔ یہ بات اقبال کے فلسفہ خودی سے بہت قریب ہے۔ جوہر نے دوسری بات قرآن کریم کے حوالہ سے بیان کی انسان جس کی کوشش کرتا ہے وہ اسے حاصل ہو جاتی ہے۔

"وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی [8]۔"

"اور انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے جدوجہد کی۔"

اس حوالہ سے جوہر کا ایک اور شعر ملاحظہ کیجئے!

قائل نہ ہم ہوں کیسے مع العسر یسر کے

اے دل، مہ صیام ہے تقریب عید کی9

زیر نظر شعر میں ماہ صیام کے صبر کے ساتھ ہی عید الفطر کی خوشیوں کی مثال دیتے ہوئے جوہر قرآن کریم کی سورۃ الم نشرح کی آیت نمبر 6 میں بیان کردہ اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ ہر مشکل سے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔ اس لیے انسان کو مشکلات اور جدوجہد سے نہیں گھبرانا چاہیئے۔ امید اور توکل کے حوالہ سے ایک اور شعر پیش ہے۔

ہم نے یہ مانا کہ یاس کفر سے کمتر نہیں پھر بھی

ترا انتظار دیکھیے کب تک رہے10

علامہ محمد اقبال کی شاعری کا ایک بڑا حصہ خودی، خود آگہی، مساوات انسانی، شرف انسانیت، جوش، امید، حرکت اور جدوجہد پر مشتمل ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے!

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلماں

مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

زیر نظر شعر میں اقبال نے جدوجہد، حرکت اور توکلت علی اللہ کی نہایت اچھے انداز میں تشریح بیان کی ہے۔ مزید اشعار ملاحظہ ہوں!

حکمِ حق ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَاسَعٰی
کھائے کیوں مزدور کی محنت کا پھل سرمایہ دار 11
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات12
بے محنت پیہم کوئی جوہر نہیں کھلتا
روشن شرر تیشہ سے ہے خانہ فرہاد13

زیر نظر اشعار میں قرآن کریم کی سورہ نجم کی آیت نمبر 62 کے حوالہ سے محنت کشوں اور مزدوروں کے حقوق کا بیان کیا گیا ہے کہ محنت کرنے والے کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اقبال ناامید بھی نہیں ہوتے اور اچھے وقت کے انتظار میں ہیں۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی14

جہاد و قتال کے حوالہ سے جوہرؒ اور اقبالؒ کا موقف:

جہاد و قتال کی ضرورت اور فرضیت کے حوالہ سے بھی دونوں شعراء کا موقف ایک جیسا ہے، جوہر کہتے ہیں!

دین میں" اکراہ" کیسا؟ ہاں برائے حفظ دین
دل میں قرآن ہے، ہمارے ہاتھ میں شمشیر ہے 15

اقبال نے جہاد و قتال کی ضرورت و اہمیت کے حوالہ سے مسلمانوں کی پوری تاریخ بیان کی ہے، شکوہ اور جواب شکوہ میں جس طرح اقبالؒ نے امت مسلمہ کو جھنجوڑا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جہاد و قتال کی اہمیت کے حوالہ سے چند اشعار پیش ہیں۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن16

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی17
تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات18
آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر
نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر[19]

جدوجہد، جہاد اور قتال کے حوالہ سے دونوں شعرا کا موقف اللہ تعالیٰ کے قانون کے عین مطابق ہے کہ جو اقوام کمزور پڑ جاتی ہیں اور جہاد کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہوتیں آخر کار وہ غلام بن جاتی ہیں اور ان کا اقتدار ختم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں مسلمان قوم کو جہاد و قتال کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔

جوہرؒ و اقبالؒ اور عشق رسول ﷺ

اقبال اور جوہر؛ دونوں کی شاعری سے عشق رسول چھلکتا ہے۔ دونوں شعرا رسول اللہ ﷺ سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ مثال کے طور پر مولانا محمد علی جوہرؒ کے دو اشعار پیش ہیں۔

اپنے پلہ کوئی سوغات نہیں اس کے سوا
نقد جاں نذر کر اے دل یہی دستور ہے آج
نقد جان نذر کرو سوچتے کیا ہو جوہر
کام کرنے کا یہی ہے تمہیں کرنا ہے یہی[20]

ایک اور شعر ملاحظہ ہو!

نہیں معلوم کیا ہو حشر جوہر کا پر اتنا ہے
کہ ہاں نام محمد مرتے دم وردِ زباں پایا21

اقبالؒ کی اردو اور فارسی کلام میں بھی جابجا عشق رسول چھلکتا ہے۔ ان کا مندرجہ ذیل شعر تو عالمی شہرت رکھتا ہے۔

کی محمد کی وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

اقبالؒ کی مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار بھی جابجا سنائی دیتی ہے!

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب
عالمِ آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکت سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر و جنید بایزید تیرا جمال بے نقاب
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل و غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

جوہر اور اقبال کی شاعری میں قرآنی احکام و تلمیحات:

اگرچہ کہ مولانا محمد علی جوہرؒ کا دیوان کچھ زیادہ ضخیم نہیں ہے لیکن ان کی شاعری؛ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے احکام و تلمیحات سے لبریز ہے۔ بعض اشعار میں تو قرآن کریم کی پوری آیت یا حدیث ہی بیان فرمادی ہے اور عربی زبان کو نہایت خوبصورتی سے اردو میں شامل کیا ہے۔ اقبال کی شاعری میں عربی اور فارسی تراکیب اور قرآنی الفاظ کا نہایت کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات کے حوالہ سے تو بیسیوں تحقیقی کتاب اور سینکڑوں مقالہ جات موجود ہیں جن میں اقبال کی شاعری میں موجود قرآنی احکام، تفسیر، تشریح اور قرآنی تلمیحات کا جائزہ لیا گیا ہے اور عہد حاضر میں اس کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ذیل میں بطور مثال جوہر کے چند اشعار پیش ہیں اور کچھ تشریح بھی کی گئی ہے۔ جوہر کے تمام کلام میں ہی قرآن و احادیث کے اثرات نہایت کثرت سے موجود ہیں۔

تجھ کو کیا فکر ہے، کافی ہے تجھے صبر و صلوۃ
حل ہے ہر حال میں اے دل یہی دشواری کا[22]

زیر نظر شعر میں شاعر نے سورہ البقرہ کی آیت نمبر 45 اور 46 کے مضمون کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشکل حالات میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرنے کے احکام دیئے ہیں۔ نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ عام لوگوں کے لئے یہ نہایت مشکل کام ہے لیکن جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے، ان کے لئے ایسا کرنا مشکل نہیں۔[23]

اپنی بیٹی کی علالت پر جیل خانہ میں لکھا!

اس کی رحمت سے جو مایوس ہو وہ کافر ہے
ہم توکل سے کسی وقت بھی معذور نہیں
امتحاں سخت سہی پر دل مومن ہی وہ کیا
جو ہر اک حال میں امید سے معمور نہیں
تو تو مردوں کو جلا سکتا ہے، قرآن میں کیا
"تُخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ" مذکور نہیں [24]

قرآن کریم کی متعدد آیات بشمول سورہ الزمر آیت نمبر 53 میں اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کے گناہ بخش دیتا ہے اور تسلی دی گئی ہے کہ وہ بہت ہی مہربان ہے۔ اسی طرح سورہ آل عمران کی آیت نمبر 27 میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے، وہ زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور مردہ سے زندہ نکالتا ہے۔ جوہر نے قرآن کریم کی اس آیت کو شعر کا حصہ بنایا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اقبال کے کلام میں موجود قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات کے حوالہ سے بیسیوں کتب اور سینکڑوں تحقیقی مقالہ جات موجود ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ اقبال کے کلام میں قرآنی احکام و اثرات نہایت واضح ہیں۔ ذیل میں بطور مثال ان میں سے چند پیش ہیں۔

زیر نظر شعر میں سورہ طٰہٰ کی آیت 114 اور سورہ المومنون کی آیت 116 کی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ ملک کا حقیقی بادشاہ یا حکمران اللہ تبارک و تعالیٰ ہے، اس لیے تمام زمین اللہ کی ہی ہے۔

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے 25

زیر نظر شعر میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 34 کے مضمون کی جانب اشارہ ہے جس میں قصہ آدم بیان ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

کھو دیئے انکار سے تو نے مقامات بلند
چشم یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو[26]

سابقہ شعر کی طرح اس شعر میں بھی قصہ آدم و ابلیس کی جانب اشارہ ہے جو قرآن کریم میں سورہ بقرہ سمیت متعدد سورتوں میں بیان ہوا ہے۔

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے، اب میرا انتظار کر[27]

سابقہ اشعار کی طرح اس شعر میں قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بیان کردہ قصہ آدم و ابلیس اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے آدم و حوا کو زمین پر اترنے کے حکم کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطابیں، وہ خطاپوش و کریم28

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر صحابہ کرام کی صفات بیان ہوئی ہیں۔ زیر نظر اشعار میں اقبال نے ان میں سے چند صفات کا ذکر کیا ہے۔ سورہ الفتح آیت 29 میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کی جن صفات کا ذکر کیا؛ ان میں بتایا گیا کہ وہ آپس میں بہت رحم دل جبکہ کفار کے لئے بے حد سخت ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی نماز اور عبادت و ذکر الٰہی کا ذکر تو انجیل اور تورات میں بھی موجود ہے۔ ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بہت سی صفات کا ذکر کیا ہے۔

چشم اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنالک ذکرک دیکھے29
کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ھواللہ احد کہتے تھے
آ بتاؤں تجھ کو رمز آیہ ان الملوک
سلطنت اقوام غالب کی ہے اک جادوگری30

مندرجہ بالا اشعار میں اقبال نے نہایت خوبصورتی سے سورہ الشرح کی آیت نمبر 4، سورہ اخلاص کی آیت نمبر 1 سورہ نمل کی آیت نمبر 34 کے کچھ حصوں کو اشعار کا حصہ بنا دیا ہے۔

کشتی مسکین و جان پاک و دیوار یتیم
علم موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش [31]

زیر نظر شعر میں سورہ کہف میں بیان کردہ پورے قصہ کی جانب ایک ہی شعر میں اشارہ کر دیا گیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں علم لدنی والے کسی بندے سے ملوایا جائے تو اللہ نے اپنے ایک بندے سے ملاقات کرا دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا اور ان کی جانب سے کیے گئے تین امور پر اعتراض کیا کہ انہوں نے کشتی میں سوراخ کیوں کیا، ایک معصوم بچے کی جان کیوں لے لی اور ایک یتیم کی دیوار کی تعمیر کیوں کی اور اللہ کے اس بندے نے ان تمام امور کی وضاحت کی اور یہ بھی بتایا کہ یہ سب انہوں نے اللہ کے حکم سے ہی کیا تھا۔ یہ پورا واقعہ نہایت تفصیل سے سورہ کہف میں بیان ہوا ہے۔

اَرِنی' میں بھی کہہ رہا ہوں، مگر'
یہ حدیثِ کلیمؑ و طور نہیں [32]
تھا ارنی گو کلیم، میں ارنی گو نہیں
اس کو تقاضا روا، تجھ پہ تقاضا حرام [33]

زیر نظر دونوں اشعار میں سورہ الاعراف کی آیت نمبر 143 میں بیان کردہ واقعہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ وہ اللہ کا جلوہ دیکھنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرا جلوہ برداشت نہ کر سکو گے اور فرمایا کہ اس پہاڑ کی جانب دیکھو، اور جب پہاڑ پر اللہ کی تجلی کا ظہور ہوا تو وہ پاش پاش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے اور ہوش آنے پر اللہ کی تعریف بیان کی۔

رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم
عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد [34]

اس شعر میں اقبال نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس عصا کی جانب اشارہ کیا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے جو بطور معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا گیا تھا۔

جوہر اور اقبال کی شاعری میں قرآنی الفاظ، قرآنی آیات، عربی و فارسی تراکیب، قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات نہایت واضح ہیں۔ اگرچہ جوہر کا دیوان کچھ زیادہ ضخیم نہیں ہے لیکن جتنی شاعری موجود ہے، وہ اس میں قرآنی اثرات نہایت واضح ہیں۔

خلاصہ مباحث:

علامہ محمد اقبالؒ اور مولانا محمد علی جوہرؒ: دونوں دانشور، شاعر اور مصلح قوم تھے۔ دونوں قریباً ہم عمر تھے۔ شاعری میں دونوں نے کچھ عرصہ کے لئے داغ کی شاگردی اختیار کی۔ اگرچہ کہ اقبالؒ کو اپنے سیاسی، اخلاقی و معاشرتی افکار اور نثر و شاعری کے فن کے لحاظ سے جوہر پر فوقیت حاصل ہے لیکن بہر حال دونوں شخصیات کا شمار عالم اسلام کے بڑے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔

اقبالؒ کی شاعری اور فلسفہ کو یورپ میں متعارف کرانے میں مولانا کا بھی حصہ ہے۔ ایک مضمون میں مولانا لکھتے ہیں،! اقبالؒ اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور ہندوستان اس گوشہ نشین و شرمیلے بیرسٹر سے زیادہ کسی کا احسان مند نہیں ہے۔ میں بھی اقبال سے والہانہ محبت کرتا ہوں۔ اگر کسی نے مجھ سے زیادہ اقبال سے عقیدت کی تو وہ میرے بڑے بھائی شوکت علی ہیں۔ نیز یہ بھی لکھا کہ رموز بے خودی قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے نہ کہ نطشے کے فلسفے پر۔ دسمبر 1919ء میں طویل نظر بندی کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے امرتسر کے جلسے میں شرکت کی تو اقبالؒ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے چند اشعار کہے جو بانگ درا میں "اسیری" کے عنوان سے موجود ہیں۔

مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ محمد اقبالؒ دونوں شعراء ہی خود آگہی، مساوات انسانی، شرف انسانیت، جوش، امید، حرکت اور جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انسان جو تدبیر کرتا ہے، اللہ اسی کو اس کی تقدیر بنا دیتا ہے۔ جہاد و قتال کی ضرورت اور فرضیت کے حوالہ سے بھی دونوں شعراء کا موقف ایک جیسا ہے۔ جدوجہد، جہاد اور قتال کے حوالہ سے دونوں شعرا کا موقف اللہ تعالیٰ کے قانون کے عین مطابق ہے کہ جو اقوام کمزور پڑ جاتی ہیں اور جہاد کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہوتیں آخر کار وہ غلام بن جاتی ہیں۔ اقبال اور جوہر؛ دونوں کی شاعری سے عشق رسول چھلکتا ہے۔

اگرچہ کہ مولانا محمد علی جوہرؒ کا دیوان کچھ زیادہ ضخیم نہیں ہے لیکن ان کی شاعری؛ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے احکام و تلمیحات سے لبریز ہے۔ بعض اشعار میں تو قرآن کریم کی پوری آیت یا حدیث ہی بیان فرما دی ہے اور عربی زبان کو نہایت خوبصورتی سے اردو میں شامل کیا ہے۔ ان کی شاعری میں انیسویں اور بیسویں صدی کی ہندوستان کی تاریخ کا ایک ذخیرہ بھی موجود ہے۔ اقبال کی شاعری میں عربی اور فارسی تراکیب اور قرآنی الفاظ و تلمیحات کا نہایت کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔ اقبال کے کلام میں موجود قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات کے

حوالہ سے تو بیسیوں کتب اور سینکڑوں تحقیقی مقالہ جات موجود ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ اقبال کے کلام میں قرآنی احکام و اثرات نہایت واضح ہیں۔

نتائج:

علامہ محمد اقبالؒ اور مولانا محمد علی جوہرؒ: دونوں دانشور، شاعر اور مصلح قوم تھے۔ اقبالؒ کو اپنے سیاسی، اخلاقی و معاشرتی افکار اور نثر و شاعری کے فن کے لحاظ سے جوہر پر فوقیت حاصل ہے لیکن بہر حال دونوں شخصیات کا شمار عالم اسلام کے بڑے رہنماؤں میں ہوتا ہے۔

مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ محمد اقبالؒ دونوں شعراء ہی خود آگہی، مساوات انسانی، شرف انسانیت، جوش، امید، حرکت اور جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں۔ جہاد و قتال کی ضرورت اور فرضیت کے حوالہ سے بھی دونوں شعراء کا موقف ایک جیسا ہے۔ اقبال اور جوہر؛ دونوں کی شاعری سے عشق رسول چھلکتا ہے۔

اگرچہ کہ مولانا محمد علی جوہرؒ کا دیوان کچھ زیادہ ضخیم نہیں ہے لیکن ان کی شاعری؛ قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے احکام و تلمیحات سے لبریز ہے۔ اقبال کے کلام میں موجود قرآنی احکام، تلمیحات اور اثرات کے حوالہ سے تو بیسیوں کتب اور سینکڑوں تحقیقی مقالہ جات موجود ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ اقبال کے کلام میں قرآنی احکام واثرات نہایت واضح ہیں۔

تجاویز وسفارشات:

اقبال، جوہر اور دیگر وہ شعراء جن کی تعلیمات سے خودداری، جدوجہد اور مساوات انسانی، انسان دوستی اور امن پسندی کا درس ملتا ہے اس کو عام کیا جانا چاہیئے۔ اس حوالہ سے حکومتی اداروں اور این جی اوز کو کام کرنا چاہیئے۔

قرآن وسنت کی بہت سی تعلیمات ایسی ہیں جنہیں ہمارا معاشرہ بھلا چکا ہے اور ان پر عمل پیرا نہیں ہے۔ اقبال اور جوہر جیسے شعرا کی شاعری کے عام ہونے سے اسلامی تعلیمات عام ہوتی ہیں جو اصلاح معاشرہ کے لئے بہت اہم ہے۔ اس لیے بھی ان کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

اقبال اور جوہر کی شاعری میں ایسے اشعار جن میں عربی اور فارسی تراکیب استعمال ہوئی ہیں، ان کی تشریح بھی ساتھ میں بیان ہونی چاہیئے تاکہ عام افراد کو بھی ان کا اچھے سے فہم ہو سکے۔

حوالہ جات:

[1]۔ مولانا محمد علی جوہر، دیوان جوہر، (مرتب: نور الرحمان)، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1962ء)، ص46، 47، 48۔

[2]۔ ایضاً، ص7 تا 21۔

[3]۔ ناز، ایم، ایس، اقبال کے ہم صفیر، (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1977ء)، ص21۔

[4]۔ محمد عبداللہ قریشی، معاصرین اقبال کی نظر میں، (لاہور: مجلس ترقی ادب، 2010ء)، ص152۔

[5]۔ ایضاً، ص152۔

[6]۔ شیخ عطاء اللہ، اقبال نامہ، جلد اول، (لاہور: شیخ محمد اشرف، 1944ء)، ص268۔

[7]۔ جوہر، دیوان جوہر، ص85۔

[8]۔ النجم 53: 39۔

[9]۔ جوہر، دیوان جوہر، ص108۔

[10]۔ ایضاً، 142۔

[11]۔ ایضا، ص354۔

[12]۔ ایضاً، ص292۔

[13]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، 2018ء)، ص753۔

[14]۔ اقبال، کلیات اقبال اردو، ص374۔

[15]۔ جوہر، دیوان جوہر، ص85۔

[16]۔ ایضا، ص211۔

[17]۔ ایضا، ص495۔

[18]۔ ایضا، ص572۔

[19]۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص653۔

[20]۔ جوہر، دیوان جوہر، ص 40۔

[21]۔ ایضاً، ص 104۔

[22] ۔ایضاً، ص109۔

[23] ۔البقرہ2: 46،45۔

[24] ۔جوہر، دیوان جوہر، ص152۔

[25] ۔علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص209۔

[26] ۔ایضاً، ص554۔

[27] ۔ایضاً، ص369۔

[28] ۔ایضاً، ص211۔

[29] ۔علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، ص213۔

[30] ۔ایضاً، ص306۔

[31] ۔علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)،، ص305۔

[32] ۔ایضاً، ص417۔

[33] ۔ایضاً، ص438۔

[34] ۔ایضاً، ص447۔

ماخذات:

القرآن مجید

اقبال، علامہ محمد ،کلیات اقبال (اردو)،

جوہر، مولانا محمد علی، دیوان جوہر، (مرتب: نورالرحمان)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1962 ء

عطاءاللہ، شیخ، اقبال نامہ، جلد اول، لاہور: شیخ محمد اشرف، 1944ء

قریشی، محمد عبداللہ، معاصرین اقبال کی نظر میں، مجلس ترقی ادب لاہور، 2010ء

ناز، ایم، ایس، اقبال کے ہم صفیر، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1977ء

References:

1. Maulana Muhammad Ali Johar, Diwan-e-Johar, (Murattab: Noorul Rehman), (Lahore: Sheikh Ghulam Ali & Sons, 1962), p. 46, 47, 48.

2. Ibid, p. 7 to 21.

3. Naz, M.S., Iqbal ke Hum Safir, (Lahore: Sheikh Ghulam Ali & Sons, 1977), p. 21.

4. Muhammad Abdullah Qureshi, Mu'asireen Iqbal ki Nazar Mein, (Lahore: Majlis Taraqqi Adab, 2010), p. 152.

5. Ibid, p. 152.

6. Sheikh Ataullah, Iqbal Nama, Volume 1, (Lahore: Sheikh Muhammad Ashraf, 1944), p. 268.

7. Johar, Diwan-e-Johar, p. 85.

8. Al-Najm 53: 39.

9. Johar, Diwan-e-Johar, p. 108.

10. Ibid, p. 142.

11. Ibid, p. 354.

12. Ibid, p. 292.

13. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Urdu), (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 2018), p. 753.

14. Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal Urdu, p. 374.

15. Johar, Diwan-e-Johar, p. 85.

16. Ibid, p. 211.

17. Ibid, p. 495.

18. Ibid, p. 572.

19. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Urdu), p. 653.

20. Johar, Diwan-e-Johar, p. 40.

21. Ibid, p. 104.

22. Ibid, p. 109.

23. Al-Baqarah 2: 45, 46.

24. Johar, Diwan-e-Johar, p. 152.

25. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Urdu), p. 209.

26. Ibid, p. 554.

27. Ibid, p. 369.

28. Ibid, p. 211.

29. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Urdu), p. 213.

30. Ibid, p. 306.

31. Allama Muhammad Iqbal, Kulliyat-e-Iqbal (Urdu), p. 305.

32. Ibid, p. 417.

33. Ibid, p. 438.

34. Ibid, p. 447.